© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

مسلم یونیورسٹی علیگڈھ اور دارالعلوم دیوبند یہی دو مرکزی تعلیمی ادارے ہیں جن کا مسلمانانِ ہند کی موجودہ قومی زندگی کی تعمیر و تشکیل میں بہت بڑا حصہ ہے لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ بوجوہ چند جن کا اس موقع پر تذکرہ کرنا غیر ضروری ہے ادھر کچھ دنوں سے دونوں کے حالات بہت کچھ اصلاح طلب اور ارباب رائے و عمل کی فوری توجہ کے مستحق ہو گئے ہیں۔ کسی تعلیمی ادارہ کی اصل روح صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک بہترین تعلیم و تربیت کا انتظام اور دوسرے طلباء میں ڈسپلن اگر یہ دونوں چیزیں مفقود ہو جائیں تو ظاہر ہے کہ ادارہ اپنے مقصد وجود کو فوت کر بیٹھے گا اور اس کا نتیجہ صرف یہی نہیں ہو گا کہ ادارہ سے ملک و قوم کو جو فوائد حاصل ہونا چاہئے تھے وہ حاصل نہیں ہوں گے بلکہ ردِ عمل کے اصول کے مطابق جو نوجوان نسلیں اس بے راہ روی کی آب و ہوا میں نشو و نما پائیں گی وہ قوم کے لئے ایک مستقل جرثومۂ ہلاکت و بربادی کا کام کریں گی۔

جہاں تک دینی تعلیم کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اب تک اس تعلیم کے ساتھ روحانی تعلیم و تربیت کا علاقہ چولی دامن کا سا رہا ہے۔ پہلے زمانہ میں کسی دینی درسگاہ کا استاد صرف کتابیں نہیں پڑھاتا تھا بلکہ وہ روحانی معلم اور اخلاقی مربی اور خود اسلامی فضائل و اخلاق کا پیکر ہوتا تھا۔ طلباء درس سے خارج اوقات میں بھی اس کی صحبت میں بیٹھکر استفادہ کرتے تھے اس بنا پر ایک طرف طلباء میں مذاق علمی پختہ ہو جاتا تھا اور دوسری جانب شاگرد استاد کے اخلاقی محاسن و مکارم کا اثر قبول کر کے خود اسی رنگ میں رنگے جاتے تھے۔ لیکن آج کے حالات بالکل دگرگوں ہیں۔ دینی مدارس بھی دوسری دنیوی درسگاہوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے طرح طرح کے قواعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضوابط بنائے جاتے ہیں لیکن اسے کوئی نہیں دیکھتا کہ طلبا میں ڈسپلن اگر قائم رہ سکتا ہے تو صرف اساتذہ کی لیاقت وقابلیت اور ان کی اخلاقی عظمت و برتری اور مضبوط کیرکٹر کے ذریعہ ہی رہ سکتا ہے۔

ہمارے علمار اور زعما جن کے تدبر کی انگلی زمانہ کی نبض پر ہے ایک عرصہ سے محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارا نظامِ تعلیم (خواہ وہ تعلیم دینی ہو یا دنیوی) بہت سے نقائص سے پر ہے اور جب تک اس میں خاطر خواہ تبدیلیاں نہ کی جائیں گی ہماری قومی ضرورتیں پوری نہ ہوں گی لیکن یہ دیکھ کر بڑا رنج اور دکھ ہوتا ہے کہ اس عام احساس کے باوجود اب تک اس راہ میں کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا جا سکا۔ آج ہندوستان آئینی انقلاب کی ایک ایسی منزل پر پہنچ گیا ہے جہاں سے اس کا قدم اب آئندہ آزادی کامل کی طرف ہی بڑھے گا اور ہندوستان پر حکومت کے اختیارات خود ہندوستانیوں کو ملیں گے اس مرحلہ پر یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان کی جو قوم صحیح تعلیم و تربیت سے جتنی محروم ہوگی اسی قدر اس کو خسارہ رہے گا اور نہیں کہا جا سکتا کہ مستقبل میں اس کے نتائج کیا ہوں۔ اس بنا پر ہمارے علمار اور زعمار کا فرض ہے کہ وہ وقت کی نزاکت کو محسوس کر کے مسلمانوں کے اجتماعی اور قومی مفاد کی خاطر اپنے تمام اختلافات یک قلم ختم کر دیں اور تمام تر توجہ مسلمانوں کی تعلیمی اصلاح اور اس میدان میں ان کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانے کی سعی و کوشش پر مرکوز کریں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ مبادا تناسب آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کے لئے اسمبلی اور کونسلوں میں محکموں اور دفتروں میں بڑے سے بڑے عہدے اور نشستیں محفوظ ہوں لیکن ان کو پر کرنے کے لئے مناسب اور موزوں اشخاص جو بیک وقت لائق و قابل بھی ہوں اور ایماندار و دیانت دار بھی دستیاب ہو سکیں کوئی شبہ نہیں کہ نظامِ تعلیم کی اصلاح اور اس پر خلوص و دیانت کے ساتھ توجہ کرنے کی ضرورت جتنی آج ہے پہلے کبھی نہ تھی! دیوبند اور علیگڈھ ہندوستان میں اسلامی قومیت کے جسم و جان ہیں اگر یہ دونوں ٹھیک ہو جائیں تو پھر مسلمانوں کی قومی زندگی کے بہتر اور درست ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com